فہرست کتب وغیرہ

اخبار اہلحدیث

یہ اخبار دین و دنیا کا مجموعہ ہے
اسمیں مذہبی اور اخلاقی مضامین
فتوے۔ اور مخالفین کے اعتراضات
کے جوابات اور ایک دو صفحہ پر دنیا
بھر کی چیدہ چیدہ خبریں درج ہوتی
ہیں۔ قیمت سالانہ عہ ۱۲/

منیجر اہلحدیث امرتسر

مرقع قادیانی

مرزا قادیانی کے بہت سے مضامین
کی تردیدوں کا مجموعہ۔ قیمت
مع محصول عصر

مرقع دیانندی

اس رسالہ میں سوامی دیانند
جی کا کچا چٹھا دکھایا گیا ہے۔ بڑا
لطیف اور قابل دید رسالہ ہے
قیمت صرف ۳/

تقابل ثلاثہ

توریت انجیل اور قرآن
کا مقابلہ صفحہ کے تین کالموں
میں تینوں کتابوں کی اصل عبارتیں منقول ہیں
نیچے حواشی ہیں فرق بتلا کر قرآن مجید کی فضیلت
ثابت کیگئی ہے عیسائیوں کی بحث کا انقطاعی
فیصلہ ہے۔ قیمت مع محصول ڈاک عصر

حق پرکاش

آریوں کے گرو دیانند جی
نے ستیارتھ پرکاش
میں قرآن شریف پر شروع سے اخیر تک جو اعتراض کئے
ہیں انکا یہ مفصل اور مکمل جواب دیکھنے سے تعلق
رکھتا ہے۔ قیمت ۸/

ترکِ اسلام

مہاشہ دھرمپال نو آریہ
سابق عبدالغفور کے رسالہ
ترک اسلام کا معقول اور مفصل جواب۔ شروع
میں نبوت محمدیہ کا ثبوت اور اخیر میں قرآن مجید کے
الہامی ہونے کے دلائل قیمت ۶/

الہامی کتاب

وید اور قرآن کے الہام
پر مسلمان اور آریہ
عالموں کی مفصل بحث کیا ہے تمام مباحثات
کا فیصلہ ہے۔ قرآن مجید کے الہامی ہونیکا پورا
اور کامل ثبوت ہے۔ قیمت ۶/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا

خاص نمبر موسوم

تبر اسلام

مسلمان

بجواب

نخل اسلام

آریہ

پہلے مجھے دیکھیے

زمانہ مین جہان اور سینکڑون تغیرات ہوتے ہین۔ مذہبی انقلابات بھی روزمرہ ہورہے ہین۔ مگر دانا جانتے ہیں کہ ایک مذہب کو چھوڑکر دوسرے مذہب کو قبول کرنا دو باتوں پر مبنی ہے۔ (۱) متروکہ مذہب مین خرابی کا ہونا (۲) دوئم مقبولہ مذہب میں اُس کے مقابل ہمہ وجوہ خوبیوں کا ہونا پہلی وجہ سے مذہب متروکہ کو چھوڑ سکتا ہے مگر دوسرے مذہب کو قبول کرنیکے لئے بھی معقول وجوہات ہونے چاہیے۔

مثلاً ایک شخص اسلام کو چھوڑکر آریہ ہوا اور ایک شخص اسلام چھوڑکر بالکل لا مذہب ہوگیا اب غور سے دیکھا جائے تو ان دونوں کی ذمہ واریوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسلام کو چھوڑنے کی وجوہات بیان کرنے میں تو دونوں برابر کے ذمہ وار ہیں مگر آریہ مذہب کے اختیار کرنیکی

وجوہات بتلانا خاص آریہ کا کام ہے۔ اگر یہہ آریہ بھی مثل لامذہب کے صرف عیوب اسلام ہی بیان کرنے پر قناعت کریگا تو سمجھا جائیگا کہ آریہ مذہب کو اس نے بے وجہ قبول کیا یا اُسکی خوبیاں بیان کرنے سے عاجز اور قاصر ہے۔ اسی اصول کے مطابق ہم نے رسالہ **ترک اسلام** میں مہاشہ دہرمپال (عبدالغفور مرتد) سے تقاضا کیا تھا کہ اسلام چھوڑنے کی وجوہات میں تم نے رسالہ "ترک اسلام" شایع کیا۔ جس کے جوابات بھی سُن لئے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ تم ایک رسالہ "اخذ وید" بھی لکھو جس سے معلوم ہو سکے کہ تم نے آریہ مذہب کو کن خوبیوں کے لحاظ سے قبول کیا۔ مگر افسوس اُس نے آجتک اپنا یہ فرض ادا نہ کیا جس سے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے فرض منصبی سے فارغ البال نہیں ہوا۔

اسکے بعد اوسکا دوسرا فرض (جسکو اُس نے شروع بھی کیا تھا) یہہ تھا ترک اسلام کا جواب الجواب تمام لکھتا مگر افسوس کہ وہ اس فرض میں بھی قاصر رہا۔ تہذیب الاسلام کی چار جلدوں میں اُس نے ترک اسلام کے ایک سو سولہ اعتراضوں میں سے صرف اکیاسی کے جواب الجواب لکھی باقی کو چھوڑ گیا۔ کیونکہ ان اکیاسیوں کے جوابات ہم نے تغلیب الاسلام میں پھر دیدیئے تھے۔ ہاں اسلام کی نسبت سراسر بدگوئی کا ایک رسالہ اور شایع کیا جس کا نام ہے "**نخل اسلام**" اس رسالہ میں اس بدزبان۔ بدلگام نے ایسی دل آزاری سے کام لیا ہے کہ ہم اُس کی مثال سانپوں اور بچھوؤں میں بھی نہیں دکھا سکتے جنکی نسبت کہا گیا ہی کہ ؎

نیش عقرب نہ از پے کین ست

مقتضاء طبیعتش این ست

پھر طرفہ تر یہہ ہے کہ مرتد مذکور جب مسلمانوں کی طرف سے کوئی لفظ ترکی بترکی سنتا ہے تو مسلمانوں کی تہذیب کی شکایت کرتا ہے۔ حالانکہ انصافاً و قانوناً جتنا سلوک مسلمانوں کو اس سے کرنیکا حق حاصل ہے اُسکا کروڑواں حصہ کیا کچھ بھی نہیں کیا جاتا کیونکہ یہہ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص کسی قوم کے ہادی اور سب کے پیشوا کی نسبت برالفظ کہے یا بے ادبی کرے تو گویا (گویا نہیں یقینی) اُس نے تمام قوم کا دل دکھایا پس اسکے جواب میں حق تو یہ ہے کہ تمام قوم ایک ایک کر کے اُس بدگو کو اُسی قدر ستالیں جتنا کہ اُس نے سب کو ستایا ہے تب بھی جا کر

"عوض معاوضہ گلہ ندارد" کا مصداق ہو۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے کروڑ ہا مسلمانوں کی دل آزاری کے بدلے میں کسی ایک دو مصنفوں نے مرتد مذکور کو کوئی کلمہ سخت وہ بھی بجا کہا ہوگا تو پھر اُسکا کیا حق ہے کہ وہ شکایت کرے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

اگرچہ آریہ سماج نے روز پیدائش ہی سے اپنی ڈیڑھ ہی رکھی جو بحکم ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج

تا ثریا مے رود دیوار کج

کجی ہی میں ترقی کرتی گئی بہت سے بدزبان ان میں پیدا ہوئے۔ مگر انصاف یہہ ہے کہ دہرمپال مرتد کے برابر کوئی نہیں پہونچ سکتا سچ ہے ؎

نہ ہوئی ہے نہ ہوچکیگا تمہاری ظلم کیشی کو

ہزاروں ہو چکے ہیں گرچہ تم سے فتنہ گر پہلے

ہم اپنے دعویٰ کا ثبوت (کہ آریہ سماج نے بدزبانی کی بنا ڈالی اور دہرمپال مرتد نے اُس کو کہانتک ترقی دی) تغلیب الاسلام جلد اول اور دوئم کے دیباچہ میں فہرست بتلا کر دکھا چکے ہیں۔ شائقین ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اس موقعہ پر ہم کو ہندوؤں کے ایک پرانے اخبار ایڈیٹر کی تصدیق کرنی پڑتی ہے جو لکھتا ہے کہ "جتنے بدمعاش ہیں وہ آریہ سماج کی پناہ میں آنے کو طیار ہیں۔ آریہ سماج میں نام لکھا کر دوسروں کو برا کہنے کو طیار ہیں۔ (سناتن دہرم گزٹ لاہور بابت جولائے ۱۸۹۶ء)

اصل بات یہ ہو کہ مسلمان اور مسلمانوں کا مذہب ہمیشہ سے ایسی بدزبانی سننے کے عادی ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کی مقدس کتاب میں پہلے ہی سے بتلایا گیا کہ مسلمانو! تم مخالفین اسلام سے بہت کچھ بدزبانیاں سنوگے اسپر اگر تم صبر اور تقوے اختیار کروگے تو یہ کام بڑی بہادری کا ہے۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذًى كَثِيْرًا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذَالِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

پ ۴ - ۱۲

اسلئے ہم مرتد[۱] دہرمپال کو اور دیگر مخالفوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ ؎

اب ہمیں ظالم ستالے پھر ستانا ہو نہو

تخل اسلام میں مرتد مذکور نے **اسلام** اور اہل **اسلام** پر دہ طرح سے حملے کئے ہیں۔ گویا کتاب کے دو حصے ہیں جن میں کل گیارہ فصلیں ہیں۔ پہلی چار فصلوں میں ہندوستان کے شاہان اسلام کی برائیاں لکھی ہیں۔ پچھے سات فصلوں میں اسلام کی عیب جوئی کی ہے اسلام کی برائیوں کی فصلوں کے عنوان یہ ہیں۔ (نقل کفر کفر نہ باشد)

محمد اور محمد کی تعلیم۔ **محمد** کی بیقراری اور مستورات ہند کی آہ وزاری۔ **محمد** کی جلد بازی اور شاہان اسلام کی خرابی۔ **محمد** کا دل اور محمدیوں کا دماغ۔ **محمد** کی سپرٹ اور کافروں کی گردنیں۔ **محمد** کی ناشکری اور یہود ونصاریٰ سے بیزاری۔ **محمد** کا اعلان اور تمام غیر مسلموں کی بیخکنی۔ **محمد** کے سپاہی اور محمد کا بہشت۔

ناظرین ان عنوانوں ہی سے سمجھ سکتے ہیں کہ مرتد مذکور کیسا بدزبان اور دل آزار ہے۔ ایک ایسے بڑے بزرگ کو جسکے جان نثار اس وقت تمام دنیا میں آباد ہیں جو ایک زندہ قوم کا روحانی پیشوا ہے جو ایک بڑے حصہ دنیا کا روحانی بادشاہ ہے جسکے ادب کرنے کو دنیا کا ایک بہت بڑا گروہ نجات جانتا ہے اور جس کی بے ادبی کو حرمان سمجھتا ہے اُسی بزرگ کا نام ایسا خالی خولی مفرد کے صیغے سے لکھتا ہے جیسا کسی ادنے سے ادنے آدمی کا نام لیا جاتا ہے مانا کہ مرتد مذکور اپنی شومئی قسمت سے اس چشمۂ رحمت سے بے نصیب ہے مگر اُس کو اتنا تو شعور ہے کہ حضرت ممدوح (فداہ ابی واُمی) صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فدائی اس وقت دنیا میں اتنے ہیں کہ اُنکے مقابلہ میں آریہ سماج کے اشخاص کا شمار تو کیا معنے اُنکے سروں کے بالوں کا شمار بھی اس حد تک نہیں پہونچ سکتا خدا کے فضل سے اس وقت بھی تاجدار۔ وزرا۔ زمیندار۔ مالگذار۔ عالم۔ فاضل۔ شریف۔ رئیس۔ فلسفی۔ منطقی۔ مہندس۔ حکیم۔ طبیب۔ ہزاروں لاکھوں۔ بلکہ کروڑوں محمدی دروازہ

[۱] مرتد کے معنے ہیں اسلام سے پھرا ہوا قرآن مجید میں یہ لفظ آتا ہے مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ (جو کوئی مرتد ہوگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا) دہرمپال مذکور کو بھی یہ تعریف مسلم ہے کہتا ہے مرتد وہ ہے کہ اسلام کو چھوڑ دے (تخل صفحہ ۱۱۹) پس یہ ایک اسلامی اصطلاحی لفظ ہے کوئی بے تہذیب لفظ نہیں ہاں اگر کوئی ہندو آریہ وغیرہ کسی نومسلم کے حق میں لکھے تو اسکا یہ لکھنا غلط ہے کیونکہ وہ شخص اسلام

کی خاکروبی کو عزت جانتے ہیں۔ پھر ایسے سادہ عنوانوں سے مضمون ادا کرنا شرارت نہیں تو کیا ہے۔

او پال! ؎ آپ ہی اپنے ذرہ جور وستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

سماجیو! ہماری تصانیف کو بھی دیکھو کہ تمہارے گرو کو (جس کو تم لوگ کوئی الہامی یا حقیقی بانی مذہب نہیں کہتے ہو بلکہ سماج کا ایک ممبر کہا کرتے ہو) ہم ہمیشہ "سوامی دیانند" لکھتے ہیں اور آئندہ کو بھی اسی لقب سے یاد کرینگے اور یاد رکھو کہ ہم تمہاری بد تہذیبی اور تمہارے پال کی نالائقی اور ظلم کیشی سے ایسا لکھنا نہ چھوڑینگے کیونکہ ہم کو ہماری مقدس کتاب نے حکم دیا ہے لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى یعنے کسی کے رنج میں انصاف نہ چھوڑ دینا بلکہ ہر حال میں انصاف ہی کرتے رہنا۔ ؎

کفرست در طریقت ما کینہ داشتن
آئینِ ماست سینہ چون آئینہ داشتن

چونکہ مسلمانوں کی برادری اسلام سے پیدا ہوتی ہے۔ نیز ہم اس وقت ذمہ دار صرف اسلام کے ہیں (گو ہماری تحقیق میں شاہان اسلام بھی اُن الزامات کے مجرم نہیں ہیں جو مرتد مذکور نے اُن پر لگائے ہیں تاہم اسلام کی بریت مقدم ہے) اسلئے سب سے پہلے ہم اسلام ہی کی مدافعت کرتے ہیں چنانچہ **تبر اسلام** کا پہلا حصہ انہی مذکورہ بالا عنوانوں کے جواب میں آپ دیکھینگے۔ انشاء اللہ تعالے +

اطلاع۔ بوجہ اس کے کہ میری زیر ایڈیٹری رسالہ **مسلمان** ماہوار نکلتا ہے جس میں بہ نسبت الگ کتاب شائع کرنے کے اشاعت جلدی ہوسکتی ہے اسلئے مسلمان ہی میں اجواب ہذا شائع کیا گیا۔ جو صاحب غیر خریدار مسلمان خرید نا چاہینگے اُن کو بھی یہ مضمون الگ کتاب کی صورت میں مل سکتا ہے +

خاکسار
ابو الوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل)

امرتسر
۹ رفروری سنہ ۱۹۰۹ع

پانچویں فصل

محمدؐ اور محمد کی تعلیم

اس فصل میں مرتد نے کوئی خاص اعتراض نہیں کیا۔ صرف اپنا منصب اور عہدہ بیان کیا ہے کہ میں گویا داروغہ صفائی ہوں کہ ہر مذہب والوں کی گندگی اندر سے نکالکر باہر لاتا ہوں تاکہ اون کے اندر صفا ہو جائیں۔ اس لئے مجھے لوگ برا کہتے ہیں۔ حالانکہ میں برا کام نہیں کرتا۔ چنانچہ اُسکے اپنے الفاظ یہہ ہیں کہ :-

بعض ان میں سے یہ کہنے کے بغیر نہیں رہ سکتے میاں[*] کوئی اچھا کام کیا کر دیا کیا گند دہو رہے ہو ایسے رحم دل نازک مزاج انسانوں کو ہم سوائے اسکے کیا جواب دے سکتے ہیں کہ اچھا کام تم کرتے چلے جاؤ × × خوشبو تم جمع کرو بدبو کا خاتمہ ہم کرتے چلے جاتے ہیں (صفحہ ۸۳)

لیکن افسوس ہی کہ مرتد داروغہ صفائی بنکر بھی مثل مشہور کا مصداق رہا جو یہ ہے

ملا۔ مصر۔ مشالچی سارے اکو جیے

ہوران کرن اجادلا آپ اندھیرے وچ

اس موقع پر حضرت مسیح کا قول مندرجہ انجیل کی تصدیق ہوتی ہے کہ ظالم کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔ دوسرے مذاہب کی تو آپ گندگی دہو رہے ہیں مگر اپنے گھر کی صفائی کا خیال ہی نہیں واقعی خدمت گذاری اسی کا نام ہے۔

کیا کبھی مرتد نے یہہ بھی لکھا کہ آریوں کے مذہب میں فلاں فلاں عیب ہی یا ویدوں کی

× (فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)

[*] میاں کیوں کہتے ہو لالہ کہو۔ کیا ابتک بھی لالہ نہ بنے۔ منہ۔

تعلیم میں بت پرستی اور عناصر پرستی ہے۔ یا آریہ دہرم کا وہ حیا سوز مسئلہ (نیوگ) اچھا نہیں یا بقول سوامی دیانند ویدک دہرم کا حکم کہ شادی بیوگان منع ہے مخالف قانون قدرت ہے۔ یا آریوں کے فرائض یومیہ۔ ہون۔ وغیرہ سب فضول ہیں یا مسئلہ تناسخ محض ڈہکوسلا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہاں اگر ان گندگیوں کو بھی ظاہر کرتے تو ہم جانتے کہ آپ واقعی داروغہ صفائی ہیں۔ سردست تو ہم آپکی نسبت وہی فتوی اصیح سمجھتے ہیں جو کسی اور نے نہیں بلکہ تمہارے گرو بلکہ رشی۔ بلکہ مہارشی سوامی دیانندجی مہاراج نے تمہارے جیسوں کی نسبت دیکہا ہے کہ

"اپنے ہی دہرم کو بڑا کہنا اور دوسرے کی مذمت کرنا جہالت کی بات ہی ستیارتھ طبع اول صفحہ ۵۷)

اس فصل میں اور تو کوئی بات قابل ذکر نہیں البتہ ایک بات مرتد نے ٹہیک لکھی ہے کہ جناب سید الانبیا سرور عالم فخر آدم افتخار بنی آدم۔ احمد مجتبے حضرت محمد مصطفے فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا کی نسبت اتنا اعتراف کیاہے کہ

"ہم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی ثابت قدمی۔ اولوالعزمی اور مستقل مزاجی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے" (صفحہ ۸۵)

اگرچہ مرتد کے اتنے اقرار سے حضور ممدوح اور حضور کے خدام کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے لیکن ہم نے اس نقل سے یہ دکہانا ہے کہ مرتد مذکور اسلام کی ضد میں ایسا متوالا ہو رہا ہے کہ وہ اپنے اس قول کے برخلاف بہی اسی کتاب میں لکھتا ہے غور سے سنو! کہتا ہے کہ :-

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دل ایک ایسے جیسے دل تہا جو بعض اوقات بے ڈہب طور پر بے صبر ہوجاتا تہا (صفحہ ۱۰۸)

ناظرین غور کیجئے کہ یہ دونوں فقرے ایک دوسرے کے صریح نقیض ہیں یا نہیں۔ کجا مستقل مزاجی اور کہاں بے صبری۔ اس موقعہ پر مجھے مرتد ہی کا قول یاد آیا کہ عقلمندوں کو چاہئے کہ ایک بات پر قائم رہیں۔ وہ شخص جو اپنی بات پر قائم نہیں رہتا بلکہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہی وہ ہرگز عاقل نہیں ہے۔ (تہذیب جلد دوم صفحہ ۱۵۷)

او پال! ؎

آپ ہی اپنے ذرہ جور و ستم کو دیکھو ہم اگر عرض کریںگے تو شکایت ہوگی

اس فصل کے اخیر میں مرتد نے مختصر لفظوں میں اپنی راءٔ کا خلاصہ ظاہر کیا ہے جو ناظرین کے لئے اظہار راءٔ کا موقع ہے لکھتا ہے کہ :-

ایک جملے میں مسلمانوں کی اخلاقی حالت اور پہر جہاں جہاں وہ گئے ہر ایک قسم کی تنزل کی جڑ میں محمد اور محمد کی تعلیم کو ہی ذمہ وار گردانا جا سکتا ہے صفحہ ۸۶ -

کس قدر جھوٹ سفید جھوٹ نہیں سیاہ دروغ ہے - اول تو یہ بیہودہ بات ہے کہ مسلمانوں کے کاموں کا ذمہ وار اسلام اور بانیٔ اسلام ہے - اگر یہ صحیح ہے تو آریوں اور ہندوؤں کے اعمال کا ذمہ وار ویدوں کو گردانا جائیگا - دوئم یہ بھی ابلہ فریبی ہے کہ مسلمان جہاں گئے تنزل ہوا - او ظالم! زیادہ نہیں تو سب سے پہلے عرب ہی کو دیکھ لیا ہوتا کہ کس تاریکی میں تہا اور پہر کیا ہوگیا یوں کہنے کو تو تم لوگ ہندوستان میں انگریزی حکومت کو بھی تنزل ہی کا موجب کہا کرتے ہو مگر کہنے اور ثابت کر دینے میں بہت فرق ہے - چونکہ یہ تمہارا دعویٰ ہے اور دلیل اس کی آئندہ فصلوں میں تمنے دی ہے پس بہتر ہے کہ ہم اُس دلیل ہی کو دیکھیں کیونکہ مدار کار دلیل ہی پر ہوتا ہے دعویٰ تو صرف زبانی بات کا نام ہے - واقعات کا نہیں ؎

نگفتہ ندارد کسے با تو کار + ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

چھٹی فصل

محمد ✝ کی بیقراری اور مستورات ہند کی آہ و زاری

اس فصل میں مرتد نے اسلامی پردہ پر سخت زہر اگلا ہے اسی مضمون کو کئی ایک صفحوں میں لکھا ہے - ضمناً حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح پر بھی معترض ہوا ہے مگر اپنی عادت

✝ (فداہ ابی و امی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم)

قدیمہ کے مطابق نہایت ہی استہزا اور تمسخر سے جو پنڈت لیکھرام کی تصانیف کا اثر بلکہ اُس سے بھی ترقی پر ہے پردی کے متعلق اسکے اپنے الفاظ یہ ہیں -

محمد کی ایک حرکت کروڑہا بندگان خدا کی آزادی کو چھیننے کا موجب ثابت ہوئی ہم اُسپر کوئی لمبی بحث نہیں کرنا چاہتے صرف اتنا ہی بتا دینا چاہتے ہیں کہ دنیا میں اس زہریلے پردہ کا موجد **محمد** ہی صفحہ ۸۷ -

جواب - گو بعض اشعار عرب سے قبل از اسلام بھی پردہ کا ثبوت ہو سکتا ہے لیکن ہم بطور فخر کہہ سکتے ہیں کہ بے شک اسلام ہی کو یہ فخر حاصل ہے کہ چونکہ بانی فطرت کی طرف سے ہے اس لئے انسانی فطرت کا اُس میں لحاظ کر کے پردی کا حکم دیا گیا ہے الحمد للہ ع الفضل ما شہدت بہ الاعداء (فضیلت وہ ہی جسکا دشمن بھی اعتراف کرے) کون نہیں جانتا کہ مرد عورت میں فعل انفعال کی ایک زبردست کشش ہے کہ کسی کے مٹانے سے مٹ نہیں سکتی - اس کشش مقناطیسی کا پور النقشہ اُس وقت مشاہدہ ہو سکتا ہے جب ہندوؤں کی استریاں (عورتیں) شادیوں کے موقعہ پر پردے باندھکر بازاروں میں چلتی ہیں تو دوکانداروں اور رہروؤں کی ٹکٹکی بندہ جاتی ہے - اگر اون سے کوئی کہے کہ بہئے کیوں ادہر دیکھتے ہو نگاہیں نیچی رکھو تو وہ جواب دیتے ہیں ؎

بل بے خود بینیٔ زاہد کہ تیرے دیکھنے کو
منع کرتا ہے لو یہ اور تماشہ دیکھو

ایک اُدہر سے آواز دیتا ہے ؎

هم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے
انہی زلفوں کے سب اسیر ہوئے

کوئی اُدہر سے جواب دیتا ہے ؎

کون رکھتا ہے بھلا ایسا جگر دیکھیں تو
یار ہو سامنے دیکھے نہ اُدہر دیکھیں تو

کوئی چلاتا ہے ؎

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

غرض جتنے منہ اتنی باتیں یہ تو ہوئیں منہ کی دل کی حالت کو کون جان سکتا ہے دل اور آنکھوں کا تو مناظرہ ہی قائم ہو جاتا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ ؎